ڈاکٹر بدر الحسن القاسمی (کویت)

''فقہ البیوع''
مولانا محمد تقی عثمانی کا ایک نیا علمی کارنامہ

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب اپنی فقہی بصیرت اور علمی مقام ومنزلت کے لحاظ سے اسلامی دنیا کی چند منتخب اور نادرۂ روزگار شخصیتوں میں سے ہیں، انکے سارے ہی علمی کارنامے خصوصی امتیاز کے حامل ہیں، انکے اوپر حضرت حکیم الأمت کا مولانا مناظر احسن گیلانی کے بارے میں کہا ہوا جملہ

''مناظر احسن کے سارے ہی مناظر اَحسن ہیں''

صادق آتا ہے کہ انکے بھی سارے ہی علمی کارنامے ممتاز و بے مثال ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی بے مثال شرح مسلم ''فتح الملھم'' کی تکمیل ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے، اس کے علاوہ عربی اور اُردو زبان میں انکے فقہی مقالات، انکے بے شمار اصلاحی خطبات، انکے دلچسپ اور معلومات افزا سفرنامے سبھی ع کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست کا مصداق ہیں۔

انکی قرآن کریم کی آسان تفسیر اور نیا ترجمہ بھی قابل قدر ہے، انکے فکر وفہم میں اللہ تعالیٰ نے جو گہرائی، سلامتی اور توازن رکھا ہے وہ ان کا ہی حصہ ہے۔

عربی زبان میں انکی نئی کتاب ''فقہ البیوع علی المذاھب الأربعۃ'' (چاروں فقہی مکاتب فکر میں بیع وشراء کے احکام) کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے اس کی اہمیت کا راز کتاب کے نام کے آخری حصہ میں مضمر ہے یعنی

مع التطبيقات المعاصرة مقارناً بالقوانين الوضعية

(نئے مسائل کے حل اور خود ساختہ قوانین سے موازنہ کے ساتھ)

یعنی کتاب میں بیوع یا تجارت کے مسائل واحکام کے بارے میں صرف مذاہب اربعہ کے بیان پر اکتفا

نہیں کیا گیا ہے بلکہ موجودہ زمانہ کے مسائل پر ان کے انطباق اور انکی روشنی میں جدید مسائل کا حل بھی پیش کیا گیا ہے، اور ایک نئی چیز کا اضافہ یہ کیا گیا ہے "وضعی" یعنی انسانی قوانین سے انکا موازنہ بھی کیا گیا ہے۔

کتاب کا آغاز ایک گرانقدر مقدمہ سے ہوتا ہے جسمیں "فقہ اسلامی" کی عظمت واہمیت کے ذکر کے ساتھ اس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ تجارتی واقتصادی مسائل کے جس قدر جزئیات "فقہ اسلامی" میں مذکور ہیں دنیا کے کسی قانون میں نہیں مل سکتیں کیونکہ اس کا رشتہ براہِ راست قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑا ہوا ہے، پھر فقہائے اسلام کی باریک بینی اور دقت نظر نے تجارتی زندگی کے تمام شعبوں کا جس طرح احاطہ کیا ہے اسکی نظیر دنیا کے کسی اور قانون میں نہیں مل سکتی۔

مولانا کا کہنا ہے کہ "اسلامی فقہ" یا شرعی احکام پوری اسلامی تاریخ میں نافذ رہے ہیں البتہ استعماری طاقتوں نے عالم اسلامی پر قبضہ کرکے اس پر عمل کو معطل کردیا جس سے دو نقصان رونما ہوئے۔

ایک یہ کہ "فقہ اسلامی" کی ترقی رک گئی کیونکہ جو قانون نافذ ہو وہ زندگی کی ضرورتوں کے پھیلاؤ کے ساتھ پھیلتا رہتا ہے چنانچہ کورٹ کچہری میں جب اسلامی قوانین کی جگہ مغربی قوانین نے لے لی تو "فقہ اسلامی" کا رشتہ زندگی سے ٹوٹتا گیا، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ "فقہ اسلامی" انسانی زندگی سے مربوط علم ہے چنانچہ جس طرح زندگی کا کارواں ہر دم رواں، پیہم دواں ہوتا ہے اسی طرح "فقہ واستنباط" کے عمل کو بھی ہر دم مخصوص ضوابط کے تحت جاری وساری رہنا چاہئے۔

اس حادثہ کا دوسرا اثر یہ ہوا کہ "فقہ اسلامی" کا عظیم وبے مثال ذخیرہ بااقتدار حلقوں کی نظر سے اوجھل ہوتا چلا گیا اور قانون سازوں اور قانون نافذ کرنے والوں کی معلومات کا سارا اثاثہ مغربی قوانین بن کر رہ گئے چنانچہ جب بھی اسلامی قوانین کے نفاذ کی بات سامنے آئی تو مغرب زدہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ یہ تو معاشرہ کو پیچھے لیجانے کی کوشش ہے، آخر ۱۴ سو سال پہلے کا قانون آج کی زندگی سے کس طرح ہم آہنگ ہوسکتا ہے؟

حالانکہ اسلامی شریعت کا امتیاز ہی یہی ہے کہ وہ ہر زمانہ اور ماحول میں روشنی دکھلانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس پر مبنی قوانین قیامت تک حقیقی ترقی کی شمع فروزاں رکھنے کی شان رکھتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کی شخصیت جدید وقدیم کی سنگم ہے، وہ انتہائی محتاط فقیہ ہونے کے ساتھ جدید قوانین پر بھی انکی نظر اتنی ہی گہری ہے اسلئے انکی تحریروں میں فقہی بصیرت کے نور کے ساتھ جدید تقاضوں کی بھی بھرپور رعایت ہوتی ہے اور فقہی مسائل میں انکی تحقیق عموماً اہل علم کی نظر میں بھی آخری

فیصلہ کی حیثیت رکھتی ہے یا کم ازکم انتہائی باوزن رائے سمجھی جاتی ہے چنانچہ "الهيئة الشرعية للرقابة والمحاسبة" جو اسلامی مالیاتی مسائل کے "معیار" طے کرتا ہے اسکی صدارت کے منصب پر بھی آپ ہی فائز ہیں۔ انہوں نے خود ہی یہ بات لکھی ہے کہ جس وقت وہ اسلامی عدالت میں جج کے فرائض انجام دے رہے تھے تو عام قوانین کی تشریح انکی زبان سے سن کر چیف جسٹس یہ کہہ اٹھے کہ مولانا ہمارے قوانین کو ہم لوگوں سے زیادہ بہتر سمجھتے ہیں، تو کسی نے کہا کہ ہاں انہوں نے قانون کی ڈگری بھی تو امتیازی درجہ سے حاصل کررکھی ہے۔

مولانا نے کہا کہ یہ وجہ نہیں ہے بلکہ "فقہ اسلامی" سے میرے شغف اوراس کی باریکیوں پر غور وخوض کی وجہ سے مجھ میں یہ صلاحیت پیدا ہوئی ہے۔

کتاب کے بنیادی ابواب تو اِن عناوین کی شکل میں ہیں:

- بیع کی حقیقت اوراس کے انعقاد کا طریقہ
- متعاقدین سے متعلق مسائل
- مبیع اور ثمن کے احکام اور انکی شروط
- نقود کی تعیین کا حکم
- عوضین کی ادائیگی کے طریقہ کے لحاظ سے بیع کی تقسیم
- بدلین کی نوعیت کے لحاظ سے بیع کی تقسیم
- بیع کے آثار کے لحاظ سے بیع کی تقسیم
- آزاد تجارت میں حکومت کی مداخلت کی حدود
- مال حرام کے احکام
- ایکسپورٹ وامپورٹ کے مسائل
- اقالہ کی حقیقت

کتاب ۱۲۵۸ صفحات پر مشتمل ہے اور آخر میں ۲۳۵ دفعات پر مشتمل مسودہ قانون بھی ہے جو اسلامی اُصول تجارت کے بارے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور مولانا کی فقہی وقانونی بصیرت کا آئینہ دار ہے۔

لیکن ضمنی ابواب کے تحت بہت سے قدیم وجدید مسائل کی عقدہ کشائی کی گئی ہے، مثال کے طور پر بیع کی حقیقت، ایجاب وقبول کے بارے میں فقہاء کی آراء، مال کی تعریف، تراضی طرفین کا مفہوم، ایجاب وقبول کے الفاظ، تحریری طور پر انجام پانے والے معاملات، عقود کیلئے جدید آلات کا استعمال، ایجاب کے

ساقط ہو جانے کی شکل، خاموش لین دین کے ذریعہ بیع، آٹومیٹک مشینوں کے ذریعہ خرید وفروخت، عربون اور نیلام کے مسائل، عقود میں وعدوں کی حیثیت اور اس پر مرتب ہونے والے احکام، پھر ہر باب سے متعلق نئے مسائل اور انکے بارے میں عصر حاضر کے علماء کی رائے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ اس کتاب کے ذریعہ مولانا نے جو سب سے اہم کام انجام دیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر باب کے تحت تجارت معیشت اور بینکنگ سے جڑے ہوئے دسیوں نئے مسائل کا فقہی حل پیش کرنے کی کوشش کی ہے جن میں:

سلم موازی، شرط جزائی، Bot، تورق منظم وتورق عکسی، تمویلی تاجیر، ملکیت پر منتہی ہونے والا اجارہ، کریڈٹ کارڈ، ڈیبٹ کارڈ، چارج کارڈ، بینک کے چیک، شخصی چیک، بوفیہ میں کھانے کا حکم، پنشن کی بیع، جیلاٹین کا حکم، الکحل ملی ہوئی دواؤں کا حکم، شیئرز کی خرید وفروخت کا حکم شامل ہے۔اور اپنی اختیار کردہ رائے کی تائید میں جدہ اکیڈمی کی قراردادوں کے علاوہ حضرت مولانا تھانویؒ، حضرت مفتی محمد شفیعؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمود حسن گنگوہیؒ وغیرہ کے فتاوے کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

آج کی دنیا کا سب سے پیچیدہ مسئلہ حلال وحرام کے درمیان تمیز اور کھانے پینے سے لیکر استعمال کرنے اور برتنے کی چیزوں تک میں حلال کے ساتھ حرام کی آمیزش اتنے بڑے پیمانہ پر ہورہی ہے کہ مکمل طور پر حرام سے بچنا مشکل سے مشکل تر مسئلہ بن گیا ہے۔

کاروباری معاملات میں عام طور پر لوگوں کے سوالات اس طرح کے کثرت سے ہوا کرتے ہیں کہ سودی بینکوں میں ملازمت کا کیا حکم ہے؟ انشورنس کمپنیوں میں کام کرنے والوں کی آمدنی حلال ہے یا حرام؟ اسٹاک ایکسچینج میں اور اسی طرح ایسے ہوٹلوں میں کام کرنے والوں کی دعوت قبول کی جائے یانہیں جہاں حلال کیساتھ حرام مأکولات ومشروبات بھی پیش کئے جاتے ہیں؟ اسی طرح ان ایرلائنوں کا کیا حکم ہے جن میں شراب وغیرہ پیش کرنے کا عام رواج ہے؟

اس کتاب میں ان سوالات کے جواب میں صرف جائز وناجائز یا حلال وحرام کا فتویٰ دینے کے بجائے اس طرح کے کاروبار کا فنی وفقہی تجزیہ کیا گیا ہے، فقہاء کی آراء لکھی گئی ہیں، وہ اُصول بیان کئے گئے ہیں جن پر اس طرح کے احکام مبنی ہوا کرتے ہیں اس کے بعد پھر احکام کو ان اُصولوں سے مربوط کرنے کی کوشش کی گئی ہے، چنانچہ ''مال حرام کے احکام'' کے زیر عنوان غصب کردہ مال کی حیثیت، غصب کردہ سامان کی فروختگی، غصب کردہ سامان میں تبدیلی، غصب کردہ نقود کے ذریعہ خریداری، حرام وحلال مخلوط مال کا حکم، غصب کردہ مال سے حاصل ہونے والے منافع، ان منافع کو اپنی ذات پر خرچ کرنے کا حکم، بغیر

اجازت دوسرے کی بکری اگر کسی نے ذبح کرلی ہو تو اس کے گوشت کا حکم، بیع فاسد کے نتیجہ میں ملکیت کا حصول وغیرہ ان تمام اُمور کی تنقیح کے بعد یہ احکام لکھے گئے ہیں کہ:

- ایسا تاجر جو شراب وخنزیر کی تجارت کرتا ہو اور اس کی تمام تر آمدنی حرام کی ہو اس کا نہ تو ہدیہ قبول کرنا جائز ہے نہ اسکی دعوت میں جانا صحیح ہے اور نہ اس سے لین دین کا تعلق رکھنے کی شرعاً اجازت ہے۔

- ایسے ہوٹل، ریسٹورنٹ، ایرلائنز وغیرہ جس میں حلال کے ساتھ حرام غذا ومشروب بھی پیش کیا جاتا ہو اسکی ملازمت سے بچنے کی ضرورت ہے لیکن ان جگہوں پر اگر کسی نے ملازمت کر رکھی ہو تو ملازم کی تنخواہ کو حرام نہیں کہا جاسکتا، لیکن انکے شیئرز خریدنے کی اجازت نہیں ہوگی، البتہ بعض معاصر فقہاء نے اس صورت میں شیئرز خریدنے کی اجازت دی ہے جبکہ حرام کا تناسب ۱/۰۵ یا اس سے کم ہو۔

وہ شخص جسکی آمدنی صرف سودی کاروبار سے ہو اس سے بھی لین دین نہیں کہا جاسکتا اور جہاں تک سود پر مبنی عقود کو فقہ حنفی میں بیع فاسد کے حکم میں قرار دینے کی بات ہے تو اس سے مراد ''ربا القرض'' نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح انہوں نے سودی بینکوں میں کرنٹ اکاؤنٹ، سیونگ اکاؤنٹ اور فکس ڈپازٹ وغیرہ رکھنے یا ایل سی کھولنے وغیرہ کے احکام الگ الگ بیان کئے ہیں، انشورنس کمپنیوں کی بھی الگ الگ نوعیت کے لحاظ سے احکام بیان کئے ہیں...... غرض یہ کہ اس کتاب کو اگر باقاعدگی سے پڑھا اور پڑھایا جائے تو اس سے فقہی صلاحیت کو فروغ دینے اور نئے مسائل کو قدیم فقہی ذخائر کی روشنی میں سمجھنے میں مدد ملے گی۔

خلاصہ یہ کہ ''فقہ البیوع'' مولانا محمد تقی عثمانی کی نہایت ہی اہم اور منفرد نوعیت کی کتاب ہے جسکی ضرورت تو ایک عرصہ سے علمی حلقوں میں محسوس کی جارہی تھی لیکن ذہنوں میں اس کا واضح نقشہ نہیں تھا کہ جدید تقاضوں کو فقہ کی روایتی تالیف میں کس طرح ملحوظ رکھا جائے، یا ایسا کوئی فقہی ذخیرہ کس طرح مرتب کیا جائے کہ فقہائے متقدمین کی تصریحات کو مکمل طور پر اس کی تمام باریکیوں کے ساتھ اس میں سمونے کے بعد نئے مسائل کا حل انکی روشنی میں پیش کیا جائے، اس لحاظ سے مولانا کی یہ تصنیف سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، اور فقہائے کرام کیلئے فقہی موضوعات پر لکھنے کی ایک نئی راہ کھولتی ہے، اجتہاد کا دعویٰ کرنے والوں کی ناپختہ تحریریں تو بے شمار ہیں جنمیں آیات واحادیث کو سیاق وسباق سے الگ کرکے معاملات کی حلت وحرمت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

ضرورت ہے کہ یہ کتاب فقہ والافتاء کے نصاب کا جزء بنے اور فقہ کی تعلیم کے اعلیٰ مراکز اور تخصص کے شعبوں اور شریعت کالجوں میں اس سے فائدہ اٹھایا جائے، اسلئے قدیم وجدید دونوں حلقوں سے ہماری گزارش ہے کہ: جامی نشان منزل مقصود می دہد اے کاروان راہ طلب اَین تذبذب؟